

اسلامی فلاحی ریاست کا تصور تعلیمات نبوی کی روشنی میں

The concept of Islamic Welfare state in the light of teachings of the Holy Prophet (peace be upon him)

Dr. Zahida Parveen*

Dr. Shaheen Kosar*

Abstract

The concept of the state of Madina and Islamic welfare state in the light of the teaching of the Holy Prophet (SAW) the development, prosperity, welfare stability and survival of nations depends on the political system of the state, that it holds for the welfare of the public if the system of the state has been marvelous, high, based on justice and is for well being of the public, and the head of the state is just and honest, the rights of public have not only been determined but have practically been implemented. The rule of law should be there in the state the public have the safety of life and property, belonging then the state is to be called a well fare state islam is a religion of nature that aims to please allah almighty and the welfare of public from individual to collective domains. it guarantees has life, prosperity and esteem irrespective of the discrimination of black or white, arab or non, Arab, eastern or western, indian or icaniam, deed or colour, area or language, influential or uninfluential. It provides the same kind of opportunities, of development the complete and unequal model of the islamic welfare state was.

تعارف:

قوموں اور ملتوں کی ترقی خوشحالی، فلاح و بہبود، استحکام اور بقا کا انحصار ریاست کے اس سیاسی نظام پر ہوتا ہے جو وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کرتی ہے۔ اگر ریاست کا نظام عمدہ، اعلیٰ، عوام کی بھلائی اور انصاف پر مبنی ہو اور ریاست کا سربراہ قابل، عادل، منصف، امانت دار ہو عوام کے حقوق کا نہ صرف تعین ہو بلکہ اس کا عمل نفاذ ہو۔ ریاست کے اندر قانون کی بالادستی ہو عوام کو جان و مال کا تحفظ ہو تو وہ ریاست فلاحی ریاست کہلانے کی مستحق ہے۔

اسلام دین فطرت ہے جس کا مقصد و منشاء اللہ تعالیٰ کی رضا اور مخلوق کی فلاح ہے انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی سطح تک نچلی سطح سے لے کر اوپر کی سطح تک، کالا ہو یا گورا، عربی ہو یا عجمی، شرقی ہو یا غربی ہندی ہو یا خراسانی رنگ و نسل، علاقہ و زبان، با اثر و بے اثر، کے امتیاز کے بغیر اس کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ یکساں ترقی کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست کا مکمل، اکمل اور بے مثل نمونہ سرکار دو عالم ﷺ نے مدینہ کی ریاست میں پیش کیا۔ جن کو اللہ رب العزت نے ہر معاملے میں مکمل نمونہ قرار دیا۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾¹

* Head of Department, Islamic Studies, Govt. Viqar-un-Nisa PG College, Rawalpindi.

* Fatima Jinnah Post Graduate College, Muzafar Abad, Azad Kashmir.

ترجمہ۔ ”البتہ تحقیق ہے تمہارے لیے اللہ کے رسول میں نمونہ نہایت اچھا۔“

آپ ﷺ نے ایک مثالی سربراہ ریاست، بہترین منتظم ریاست، ایک منصف، ایک قاضی، ایک جج، ایک مقنن، ایک امین، ایک محافظ، ایک قائد ایک سپہ سالار، ایک مصلح ایک مبلغ کی حیثیت میں مدینہ منورہ میں انسانی تاریخ کے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ حکمرانی کا بہتری تصور اور عوامی بھلائی اور خدمت کا اعلیٰ نمونہ ریاست مدینہ میں ملتا ہے۔

ریاست مدینہ اقوام عالم کے لئے ایک مثالی فلاحی ریاست کا تصور پیش کرتی ہے جسکی اساس خدمت، محبت، خوف خدا امانت و دیانت خود احتسابی، احساس ذمہ داری، فرض شناسی کے اعلیٰ اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ مذہبی، تاریخی، معاشرتی، معاشی، اور سیاسی اثرات کے حوالے سے ریاست مدینہ میں پیش کردہ فلاحی پروگرام اقوام عالم کے لئے ایک روشن مثال ہے۔

فلاحی ریاست کا مطلب

فلاح، خیر، بھلائی، بہتری احسان، خوشحالی، کوفروغ دینے والی، عوام الناس کو زندگی کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے والی، تعلیم صحت روزگار کے بلا تخصیص رنگ و نسل مواقع فراہم کرنے والی عوام کی ترقی اور خوشحالی کی خاطر فلاحی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے والی، عوام کو آذادی رائے کے اظہار کا موقع فراہم کرنے والی جان و مال کا تحفظ کرنے والی، عدل و انصاف کے دروازی کھلے رکھنے والی عوام کے مابین مساوات رکھنے والی، ریاست کے اندر نظم و ضبط قائم کرنے والی، ملک کو کو اندرونی سطح پر مضبوط کرنے والی اور بیرونی سطح پر سفارتی تعلقات کو احسن انداز میں فروغ دینے والی بہترین دفاعی حکمت عملی رکھنے والی ریاست فلاحی ریاست کہلاتی ہے۔

فلاحی ریاست کے قیام کا مقصد:

انسانیت کی اعلیٰ اور بہترین خدمت و بھلائی یہ ہے کہ اس کے افکار و اعمال کی اصلاح کی جائے اور ہر قسم کے اچھے اخلاق مثلاً تقویٰ، احسان، عدل، خدمت، محبت، اطاعت، نیکی انصاف کوفروغ دیا جائے۔ ظلم، برائی، فساد، خود غرضی سے دور رکھا جائے۔ اسی وجہ سے امت مسلمہ کے لئے وسط امت، بہترین امت، خیر امت کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ فلاحی ریاست کے قیام کا مقصد اسلام کے عالمگیر اصولوں کا نفاذ کرنا، ریاست کی حدود میں بسنے والے عوام کے قانون الہیہ کے حقوق و فرائض کا تعین کرنا، عدل و انصاف کو سب کے لئے عام کرنا، عوام کی جان و مال عزت و آبرو کا تحفظ کرنا قوانین بناتے، نافذ کرتے اور قوانین کا تحفظ کرتے وقت عوام کی بھلائی، نظم و ضبط کا خیال رکھنا، فلاحی ریاست ہی لوگوں کو یکساں ترقی کے مواقع فراہم کر سکتی ہے۔ کمزوروں، بے بسوں اور بے سہارا لوگوں کی مدد کر سکتی ہے ارشاد الہی ہے:

﴿الم يعلموا ان الله هو يقبل التوبة عن عباده و ياخذ الصدقت و ان الله هو التواب الرحيم﴾²

ترجمہ ”کی نہیں انہوں نے جانا (اس بات کو) کہ یقیناً اللہ ہی قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور وہ لیتا ہے صدقات اور یہ کہ بلاشبہ اللہ وہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((لا یو من احدکم حتی یحب لائحہ ما یحب لنفسه))³

موضوع زیر بحث کی ضرورت و اہمیت:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان جب پردہ عدم سے منصف شہود پر قدم رکھتا ہے تو وہ تنہا نہیں رہ سکتا کیونکہ انسان خواہشات کا پتلا ہوتا ہے ان خواہشات کی تکمیل کے لئے معاشرہ وجود میں آتا ہے اور معاشرے میں ایک دوسرے کے حقوق و فرائض ہوتے ہیں جن کی ادائیگی کے لئے ریاست وجود میں آتی ہے۔ کیونکہ اجتماعی اور معاشرتی زندگی ریاست جیسے مرکز کے بغیر ممکن نہیں۔ ہم مسلمان ہیں ہمارا معاشرہ اور ریاست اسلامی ہے جس کے علمبردار اور بانی سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کا پیغام آپ ﷺ کے احکام، آپ ﷺ کی ہر گہم گیر تعلیمات انسانیت کی بھلائی، راہ نمائی، اور کامیاب معاشرتی زندگی کے لئے گزارنے کے لئے روشن مثال ہیں۔ ریاست کو ایک مثالی فلاحی ریاست بنانے کے لئے آپ ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کی روشنی میں اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔

آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو انسانیت کے لئے ایک مکمل نمونہ ہے اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ ﷺ کے کارہائے نمایاں جو آپ ﷺ نے معاشرتی زندگی میں انجام دیے جنکی وجہ سے ریاست مدینہ ایسی مثالی ریاست بن گئی جو چشم فلک نے آج تک نہ نہیں دیکھی جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط ہر شہری کے حق کی پاسداری ہے۔ قوانین و ضوابط کے معاملے میں کوئی نرمی نہیں لیکن ذاتی طور پر کوئی انتقام نہیں ہے۔ اخوت ہے بھائی چارہ ہے مروت مہربانی ہے ڈسپلن ہے۔ اطاعت ہے، اسلئے یہ ضروری تھا کہ اس موضوع کے ذریعے حکمرانوں کو یہ دکھایا جائے کڑے امتحانوں اور آزمائشوں کے باوجود سالارانہائی نے کس طرح اندرون ریاست عوام میں بھائی چارے کی فضا قائم رکھی انکے جان و مال کا تحفظ کیا، بنیادی ضرورتیں پوری کیں اور بیرونی سطح پر اپنے تعلقات میں کس درجہ مفاہمت روارکھی لہذا موضوع زیر بحث کی اشد ضرورت تھی۔

سماجی اور اجتماعی زندگی بہتر انداز میں گزارنے کے لئے ریاست کے اندر کچھ لواورد و کا اصول کارفرما ہوتا ہے آج پاکستان سمیت سارا عالم اسلام گھمبیر مسائل کا سامنا کر رہا مفاہمت معاشی، معاشرتی، سیاسی صورتحال دگرگوں ہے لوٹ کھسوٹ، بے ایمانی، دغا بازی، کا بازار گرم ہے انسانیت کی فلاح کا تصور مٹتا جا رہا ہے عوام سے لے کر حکمران تک سب پر نفسا نفسی کا بھوت سوار ہے اپنے مفاد کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا ایسی صورت میں موضوع زیر بحث نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ریاست مدینہ پوری دنیا کے لئے ایک روشن مثال ہے اگر اسکے خدوخال اپنالئے جائیں اور سچی نیت کے ساتھ فلاح کی جانب پیش قدمی کی جائے عوام کی معاشی، معاشرتی بہتری کے لئے قوانین بنائے جائیں عدل و انصاف رائج ہو خیر کو فروغ دینے کے لئے پیش قدمی کی جائے تو نتائج بھی ضرور ملیں گے کیونکہ بے غرض عمل کی جزا ضرور ملتی ہے لہذا موضوع زیر بحث کا انشاء اللہ حکمرانوں اور عوام پر اثر ہوگا۔

اسلامی ریاست کا تصور:

دنیا کے مذاہب کی نسبت اسلام نے ریاست کا جو تصور پیش کرتا ہے وہ منفرد اور جداگانہ ہے۔ سکی بنیاد قرآن و سنت ہے کیونکہ اسکے علمبردار اور

بانی سرور کائنات، فخر موجودات، حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اسلامی ریاست ایک اعلیٰ معاشرتی ادارہ ہے اسلام کا مرکزی نکتہ خدا تعالیٰ کی رضا ہے اسکے لئے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنا، اعلیٰ اخلاقی اقدار کو قائم کرنا، اس کے اندر اسلامی قوانین کا نفاذ معروف کو فروغ دینا منکرات کا خاتمہ کرنا شامل ہے اسلامی ریاست ایک عالمگیر ریاست ہے یعنی انسانیت کو ایک ایسا نظام فراہم کرنا جسمیں وہ امن و سکون کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کو فروغ دے سکیں۔ ظلم، نا انصافی، کی بیخ کنی ہو، ریاست صرف امن و امن کو ہی فروغ نہ دے بلکہ اجتماعی عدل اور سماجی فلاح و بہبود کا خال رکھے۔

اسلامی ریاست کی امتیازی خصوصیت ماہرین و اکابرین کی نظر میں

اسلامی ریاست اسلام کے نام پر معرض وجود میں آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حکمرانی، اقتدار کو تسلیم کیا جاتا ہے مملکت کا سربراہ امیں کے طور پر ان اختیارات کا استعمال کرتا ہے۔ اور قرآن و سنت کو شریعت کا اولیں ماخذ سمجھتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے نائب کے طور پر امور مملکت کو انجام دیتا ہے۔

ابن خلدون کے مطابق شریعت کے مطابق خلافت کا مفہوم تمام امت پر ان معاملات میں جو دنیا اور آخرت دونوں میں ان کے فائدے کے لئے ضبط و اختیار ہے۔⁴

مولانا مودودی کے مطابق:

اسلامی ریاست سے مراد وہ ریاست ہے جو حاکمیت الہی اور خلافت علی منہاج النبوة کے نظام کو اس کے تصورات کے ساتھ قائم کرنے کی داعی ہو صرف وہی ریاست اسلامی ہو سکتی ہے جو خدا کی حاکمیت کو تسلیم کر لے اور اسکے رسول کی شریعت کو قانون برتر اور اولیں ماخذ مانے۔ اور حدود اللہ کے اندر رہ کر کام کرنے کی پابند ہو۔⁵

محمد اسد کے الفاظ میں وہی ریاست اسلامی کہلانے کی سزاوار ہے جو نسلی، علاقائی، اور لسانی قومیت کے نظریے پر نہیں بلکہ قرآن کے پیش کردہ نظریہ حیات پر استوار ہو۔⁶

علامہ مودودی اسلامی ریاست کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اسلام حاکمیت کو نہ صرف کسی فرد واحد کے لئے تفویض کرتا ہے نہ کسی طبقے جماعت یا کسی قوم کو یہ حیثیت عطا کرتا ہے جو ذات مطلق اس حاکمیت کی سزاوار ہے وہی اسلام کے نزدیک حاکم حقیقی اور مقتدر اعلیٰ ہے۔⁷

سید شمیم حسین قادری کے مطابق: اسلامی ریاست قانون کی حکمرانی کے اساس پر قائم ہوتی ہے اسلامی ریاست اللہ کے قانون پر عمل کرنے اور کرانے کے لئے قائم کی جاتی ہے۔ لہذا یہ امر محتاج تعارف نہیں کہ کوئی قانون جو اللہ کے قانون کے منافی ہو اسلامی ریاست کے لئے ناقابل قبول ہے۔⁸

وہ مزید لکھتے ہیں اسلام دنیا میں جو اصلاح چاہتا ہے وہ صرف داعظ و تذکیر سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اسکو عمل میں لانے کے لئے داعظ و نصیحت درکار

ہے اسلامی ریاست کا وصف یہ ہے کہ وہ ان بھلائیوں کو قائم کرے فروغ دے اور پروان چڑھائے۔⁹

ایک فلاحی ریاست کے خدوخال بیان کرتے ہوئے انیس الرحمان لکھتے ہیں:

صحیح معنوں میں اسی ریاست کو اسلامی فلاحی ریاست کہا جاتا ہے جسمیں افراد ریاست یکساں ترقی کے مواقع فراہم ہوں ارادہ جات ریاست ایک سیر پلائی ہوئی دیوار بنے ہوں۔ احساس برتری اور احساس کمتری کے اسباب تمام شعبوں سے ناپید ہوں۔ غذا لباس صحت بنیادی سہولتیں ہر ایک کو میسر ہوں مادی اور روحانی ترقیوں کے وسائل میسر ہوں۔ ایسی فلاحی ریاست اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک اسمیں قانون الہامی کی بالادستی تسلیم نہ کی جائے جس کے ذریعے ایسا فلاحی معاشرہ وجود میں آسکے جسمیں تمام انسانوں کو اولاد آدم سمجھا جائے معاشرہ ان ہی انسانوں کی ذمہ دار جماعت کا نام ہے جس میں ہر فرد دوسرے کی فلاح و بہبود کی فکر رکھتا ہو ایک اسلامی ریاست ہی فلاحی ریاست کہلانے کی حق دار ہے۔¹⁰

ایک فلاحی ریاست کے نمایاں خدوخال یہ ہو سکتے ہیں:

اعلیٰ اخلاقی اقدار کو فروغ دیا جائے اور بے حیائی اور برائی کی طرف جانے والے راستوں کو مسدود کیا جائے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فروغ ہو

عوام کی بھلائی، بہتری، اور خدمت اولیں مقصد ہو۔

مدینہ کی ریاست ایک فلاحی ریاست تھی جسکی تشکیل و تنظیم، جس کے بنیادی ڈھانچے میں آپ ﷺ نے اسلام کے اعلیٰ اور زریں اصولوں کو مد نظر رکھا تھا یہ حاکمیت الہی کے اصولوں پر قائم تھی۔ اس ریاست میں دین و سیاست میں تفریق نہیں تھی۔ انسان کی پوری زندگی خدائی ضابطہ کے ماتحت تھی۔

مولانا مودودی کے بقول اسلامی ریاست میں حکمرانوں کے من پسند حکمناموں کی کوئی گنجائش نہیں ہر فرد کو قانون کی حدود کے اندر ہووری آزادی ہوتی ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور میلانات کے مطابق اپنے لئے سامان زیست کر سکے۔¹¹

جہاں اللہ تعالیٰ کا قانون بھی برتر تھا، اسلامی اقدار کی کس قدر آبیاری بھی تھی عدل و انصاف بے لاگ تھا غریب و امیر کے درمیان کوئی فاصلہ نہ تھا۔ امانت، دیانت، شرافت صداقت کا بول بالا تھا، ہر شخص کی ضرورت کا بلا امتیاز رنگ و نسل امتیاز خیال تھا، آپ ﷺ کا فرمان ہے حکومت اس کی سرپرست ہے جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔¹²

موضوع زیر بحث کے تناظر میں ارض وطن کی صورت حال:

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جب کہ جب نابال اور نکلے لوگ اعلیٰ حکومتی عہدوں پر فائز کئے جاتے ہیں تو بلائیں اور مصیبتیں ملک پر نازل ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور یہ حقیقت معلوم تاریخی روم فارس، ہندوستان، چین اور دوسرے ممالک میں کم و بیش ایک جیسی رہی ہے۔ کہ لا محدود اختیارات، احتساب کا نہ ہونا، اور نابال ملکی عہدیداران کی کوتاہ فہمیوں نے بالآخر ملک و ملت کا بیڑہ غرقاب کر دیا ہے اور حال یہ ہے کہ روم

کے جلنے پر نیر و بانسری بجانے سے نہیں رکتا۔¹³

رشوت ستانی، چور بازاری، کرپشن، دھوکہ دہی عام ہے۔ بڑھتی ہوئی منگائی اور بے اعتمادی، معاشی خستہ حالی، غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ بد امنی عوام کا جینا حرام کر دیا ہے، دوسری کلیدی عہدوں پر نااہل افراد کا تقرر، رشوت، اقر باپوری، نے سکوں رخصت کر دیا ہے۔ سرکاری مناصب و املاک کا کوذاتی استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ انسان انسان کے لئے درندہ اور بھیڑیا بن گیا ہے آدمیوں کا ہجوم بڑھتا جا رہا ہے لیکن انسانیت رخصت ہوتی جا رہی ہے انسان انسان کو ڈس رہا ہے نفسا نفسی اور خود غرضی نے بے غرض کا کرنے کا حوصلہ پست کر دیا ہے۔ ہر ایک کو اپنی پڑی ہے حکمران اور بڑے عہدے دار اپنی اپنی تجوریاں بھرنے میں لگے ہوئے ہیں، انکی طرف سے بوم بے یا ہمار ہے۔ عوام قرض کے بے جا بوجھ تلے دبی جا رہی اچھے برے کا فرق مٹتا جا رہا ہے۔

آپ ﷺ کی آمد ایک فلاحی ریاست کے قیام کا پیش خیمہ:

آپ ﷺ کی بعثت سے قبل پوری دنیا فلاحی ریاست کے تصور سے محروم تھی نہ کوئی قائد تھا نہ کوئی قانون دنیا کی بڑی سلطنتیں قیصر و کسری ظالمانہ اصولوں پر عملہ پیرا تھیں بلکہ انسانیت کے لیے اذیت کا باعث بنی ہوئی تھیں رومیوں اور اجمیوں کو جب خلافت ملی اور طویل مدت تک وہ اس منصب پر سرفراز رہے تولدت دنیا میں گم ہو کر رہ گئے شیطان ان پر ایسا مسلط ہو گیا کہ زیادہ اسباب عیش فراہم کرنا اور ایک دوسرے سے بڑھ کر اپنی خوشحالی کی نمائش کرنا ان کی زندگی کا مقصد قرار پایا گیا جس شخص کا شمار رئیسوں میں ہوتا اس کے لیے دولاکھ درہم سے کم قیمت کا تاج پہنانا عام سی بات تھی اس کے لیے ضروری تھا کہ ایک عالی شان محل میں رہے غلاموں کی ایک فوج اس کی خدمت میں ہو قیمتی گھوڑوں کی ایک کثیر تعداد اس کے استبل میں موجود ہو۔¹⁴

عربوں میں نہ ریاست تھی نہ مرکزیت بلکہ وہ مرکزی نظم و نسق اور قومی حکومت کے تصور سے عاری تھے۔ وہ ان کی من مانی قبائلی آزادی کی راہ میں رکاوٹ تھا۔ وہ کسی غیر کی حکمرانی تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ یہ رسول اکرم کا سیاسی معجزہ ہے کہ آپ ﷺ دشمن قبائل عرب کو ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار میں تبدیل کر دیا اور ان گنت سیاسی اکائیوں کی جگہ ایک ریاست قائم کر کے مرکزی حکومت قائم کر دی۔¹⁵

آپ ﷺ کی آمد سے پہلے انسانی معاملات میں درندگی، ظلم و جور، جوڑ توڑ، سازشوں اور بے انصافیوں کا دور دورہ تھا۔ اور ریاست و سیاست کے معاملات میں نیک و بد، گناہ و ثواب کی تمیز روا نہیں رکھی جاتی تھی۔ بلکہ جس کی لاٹھی اسکی بھینس ہی معیار زندگی تھا اور آج کی دنیا میں سیاست ان غلط اندیشوں سے اپنا دامن پاک نہیں کر سکی ہے۔ لیکن اسلام نے بتایا جو لوگ ریاست و حکومت کے کاموں کو دیانت و امانت، اخلاقی تقاضوں اور انسان دوستی کے جذبات کے ساتھ انجام دیں وہ حسن جزا کے مستحق ہیں اور اسی طرح مستحق ہیں جس طرح نماز روزے اور دوسری عبادتوں کے انجام دینے والے مستحق ہیں اسلام کے نزدیک معیار عظمت تقویٰ ہے اور یہ معیار حاکم و حکومت سب کے لئے یکساں ہے۔¹⁶

مولانا تاحمد انصاری لکھتے ہیں انسانی سوسائٹی جابر و طاہر شخصی حکومتوں اور غرور سے بھرے ہوئے خطاب یافتہ حکمرانوں کے شکنجے میں قریب

بہ مرگ تھی ایسے شدید اور صبر آزمایانے میں پیغمبر اعظم رسول اللہ ﷺ خلیفۃ اللہ کے پاکیزہ خطابات سے سرفراز ہو کر مبعوث ہوئے۔ اہل دنیا کو معلوم ہوا کہ دنیا کے سچے اور صحیح اجتماعی تصورات پہلی مرتبہ حقیقی انسانیت اور اور مثالی عمومیت کے مفہوم سے آشنا ہو رہے ہیں ہم حضور کی پاک زندگی پر جس قدر غور کرتے ہیں ہمیں اس زندگی کا ہر دور ابتدا سے انتہا تک فیصلہ کن واقعات سے بھرپور نظر آتا ہے۔ دنیا تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی یکایک آفتاب اسلام طلوع ہوا دنیا کی قسمت جگہ گٹھی دنیابدی اور بدکاری میں مبتلا تھی یکایک کونین کے سردار اور دین دنیا کے راہنمائے اعظم سرکار دو عالم کا ظہور ہوا اہل دنیا کی تقدیر کے سیاسی نوشتے سنہرے ہو گئے دنیا انصاف سچائی، اور خوف خدا کے مطمع نظیر سے دور تھی یک بیک خدا کے محکم قانون کا مجموعہ حکمت، سیاست، اور سلطنت کا بے نظیر دستور (قرآن) انسان کے دل و دماغ پر نازل ہوا دیکھتے ہی دیکھتے انسانیت عامہ کے تمام فطری قوانین ایک ایک کر کے بروئے کار آگئے۔¹⁷

آپ ﷺ نے ظلم کو عدل سے، بدی کو نیکی سے اور فساد کو صلاح سے بدل دیا۔ قیصر و کسری کی استبدادیت کو ختم کر دیا اور فرمایا جب کسری ہلاک ہو گیا تو اسکے بعد کوئی کسری نہیں جب قیصر ہلاک ہو گیا تو اسکے بعد کوئی قیصر نہیں۔ آپ ﷺ نے ایسی فلاحی ریاست کی بنیاد ڈالی جس میں خدا کے قانون کی حکمرانی تھی۔ جسمیں ہر شخص خود اپنا محاسب تھا۔ علام سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں دنیا میں ریاست و حکومت اور سلطنتوں کے بانیوں کے قیام کا مقصد قیام سلطنت کے سوا کچھ نہیں ہوتا، لیکن اسلام جو سلطنت قائم کرنا چاہتا ہے وہ بجائے خود مقصود الذات نہ تھی بلکہ اسکے ذریعے دنیا کے تمام ظالمانہ نظامائے سلطنت کو مٹا کر جن میں خدا کے بندوں کو بندوں کا خدا ٹھہرا دیا گیا۔ اسکی جگہ خدا کے فرمان کے مطابق ایک ایسا عادلانہ نظام قائم کرنا مقصود تھا جس میں خدا کے سوا کسی دوسری ارج و مساوی طاقت کی سلطنت ہو اور نہ کسی دوسرے کا قانون رائج ہو۔ جس میں فرماں روا کی شخصیت، قومیت، زبان، نسل، رنگ سے تعلق نہ ہو گا بلکہ اسکی جدوجہد کا سارا منشا سلطنت کے قانون، طرز سلطنت، طریق حکومت، اور عدل و انصاف اور احکام کے حق و باطل سے متعلق ہو۔¹⁸

آپ ﷺ نے اپنے نور بصیرت، اپنی مثالی حکمت عملی، شاندار تدبیر، فہم و فراست، بے مثل اخلاق کے ذریعے انسانیت کے سوتے ضمیر کو جگایا، ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو شیر و شکر کر دیا۔ جو معاشرہ بد اخلاقی، بے حیائی، سود خوری، ظلم و بربریت، سفال کا عادی تھا۔ اسمیں اخوت و محبت، رواداری، ہمدردی، انسان دوستی عام کر دی۔ مظلوم کی دادرسی ہونے لگی۔ انصاف اور خدا خونی عام ہوئی بے سہارا کو سہارا ملنے لگا حقدار کو حق ملنے لگا بت پرستی کے جائے خدا پرستی عام ہو گئی۔ تیس سال کے عرصے میں مکہ سے مدینہ اور پھر عرب کے بیشتر ممالک میں اسلام کا دھنکا بجنے لگا۔¹⁹

حامد انصاری کے بقول پہلے روئے زمیں کے سردار کا ظہور ہوا۔ اسکے بعد فطری قوانین نے اپنی جھلک دکھائی۔ اسکے فوراً بعد ایک امت کی تشکیل عمل میں آئی۔ ریاست مدینہ کا قیام عمل میں آیا جس کا کام ساری قوموں کو ایک کرنا ایک کر کے انسانیت عامہ کے عقیدے پر جمع کرنا دنیا جہاں کی واحد حکومت قائم کرنا تھا۔ جب ہمارے نظام کا سردار پیدا ہو گیا تو دنیا کے تمام پرانے نظام ٹوٹ پھوٹ گئے۔ اور یوں پچیس سال کی عمر میں دنیس بدل گئی۔ ایک بڑی اور بے مثال تبدیلی رونما ہوئی۔ جس نے مدت کے تصورات زمانہ دراز کے خیالات، عرصے کی

تنظیمات،، سالہا سال کے ظلم و جبر استبداد کی علمبردار قوموں اور حکومتوں کو ختم کر دیا۔²⁰

فلاحی ریاست کی حیثیت سے ریاست مدینہ کی اہمیت:

ابتدائی مراحل میں ریاست کا قیام اس بات کی زندہ دلیل ہے کہ اسلام صرف مذہب ہی نہیں بلکہ ایسا قانون بھی ہے جسے انسان کی تمام نظریاتی، اعتقادی، معاملاتی اخلاقیاتی، حکومتی، انتظامی، تربیتی، اجتماعی سرگرمیوں پر کامل حاکمیت حاصل ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس سے مذہب اور حکومت کے درمیان تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔ جس طرح عمارت اور بنیاد کے درمیان تعلق اور اسلام کا صحیح مفہوم بھی یہی ہے۔²¹

ریاست مدینہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ جن کہ یہ جن اصولوں پر استوار تھی ان کے مطابق اقتدار کا سرچشمہ ذات الہی کو قرار دیا، امور مملکت میں مشاورت کو لازم ٹھہرایا۔ قرآن کریم کے علاوہ رسول ﷺ کی سنت کو قانون کی حیثیت دی گئی۔ عدل گستری، امر بالمعروف و نہی عن منکر اور نظام صلاۃ زکوٰۃ کا قیام قانون خداوندی کا نفاذ و اجراء مساوات بین المسلمین کا قیام رعایا کی فلاح و بہبود اور خیر خواہی حکمران کی ذمہ داری قرار پائی۔ حکومت اور انتظامی و سیاسی مناصب کو امانت قرار دیا گیا ہے اور اقتدار عہدہ اور منصب کی طلب و حرص ممنوع قرار پائی۔²²

در اصل ریاست مدینہ ایک نظریاتی، مثالی فلاحی اور داعی و معلم کی ریاست تھی جس کا اساسی نصب العین پیغام الہی کی دعوت و تبلیغ اور قانون الہی کی تفہیم و اجرا تھا۔²³

یہ ریاست دین سیاست حکومت کے کامل امتزاج کا آئینہ دار تھی۔²⁴

اسی وجہ سے اس چھوٹی سی ریاست میں دس سال کے عرصے میں بہت زیادہ توسیع ہوئی۔ حتیٰ کہ پورے ملک نے آپ ﷺ کو حکمران تسلیم کر لیا۔²⁵

آپ ﷺ نے اس مملکت کو بیرونی حملوں سے حفاظت و مدافعت کے اس داخلی استحکام رعایا کی فلاح و بہبود، اور خیر خواہی تشریع و قانون سازی، عدل و انصاف، تبلیغ دین، تعلیم و تربیت اور عام نظم و نسق کے سلسلے میں تمام ضروری اقدامات کئے۔ جب آپ ﷺ ۲۳ نبوی کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے تو اپنے پیچھے ایک انتہائی منظم مملکت چھوڑ گئے۔²⁶

مدینہ کی شہری ریاست دس برس کے عرصے میں ارتقائی کی مختلف منزلیں طے کر کے ایک اسلامی ریاست بن گئی۔ اسلامی ریاست کا نظم و نسق عرب قبائلی روایات پر استوار تھا۔ تاہم جلد ہی وہ ایک ملک گیر مرکزی حکومت میں تبدیل ہو گئی اس ریاست کے ملک گیر ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ رسول اللہ کاہر حکم مسلمانوں کے لئے تو واجب العمل تھا ہی غیر مسلموں کو بھی سیاسی احکام کی پابندی کرنی ہوتی تھی وہ صرف انہی چیزوں میں آداب تھے جن میں اسلام کوئی پابندی نہیں لگاتا۔ مثلاً غیر مسلموں کو جزیہ و خراج کی ادائیگی کرنے کے علاوہ تمام مقدمات بھی اسلامی اصولوں کے مطابق کرانے ہوتے تھے۔ اسلئے نجران کے عیسائیوں کو سودی کاروبار کی ممانعت بھی تسلیم کرنی پڑی۔²⁷

ریاست مدینہ اپنی اہمیت کے اعتبار اپنی مثال آپ تھی اس میں سربراہ حکومت کے لئے کوئی تخت و تاج نہ تھا، نہ کوئی قصر و محل، عام لوگوں کے

رہن سہن اور بود باش کا جو معیار تھا وہی سربراہ ریاست کا تھا، مظاہر معیشت کے لئے اسمیں کوئی امتیاز نہ تھا ہر قسم کے تکلفات سے پاک سادگی اس کی شان تھی۔ یہی حال سب رفقای کا بھی تھا۔ جو ریاست و حکومت مختلف فرائض و وظائف انجام دیتے تھے۔²⁸

اسلامی فلاحی ریاست (مدینہ) کے سربراہ کا اسوہ حسنہ عوام اور ریاست کی ترقی اور خوشحالی کے اعتبار سے

آپ ﷺ کی حیات پاک اور اسوہ حسنہ جس طرح ہر شعبہ زندگی میں ہدایت کا کامل نمونہ، مینارہ نور اور راہ نمائی کا خزانہ ہے اسی طرح اسلامی ریاست کے لئے بطور فلاحی ریاست کے وہ اصول و ضوابط طے کیے جوت قیامت حکمرانوں، سیاست دانوں، سربراہان مملکت کے لئے نظا حکومت چلانے کی لئے روشن مثال ہیں۔ ہجرت کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے مدینہ کی سر زمین پر قدم رکھتے ہی مدنی سماجی اور معاشرتی زندگی کا آغاز کیا جو آپ ﷺ کے حسن تدبیر، بہترین حکمت عملی، اعلیٰ فراست کی ایک روشن مثال ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ کی ریاست کے دینی اور دنیاوی ہر دو اعتبار سے سربراہ تھے۔ آپ ﷺ کی ذات ایک مدبر، ایک منظم ایک راہ نما، تھی مکی زندگی میں بھی آپ کے اسوہ حسنہ کی ایسی بہترین مثالیں موجود ہیں معاہدہ حلف الفضول آپ ﷺ کی سیاسی بصیرت، حسن عمل، کی ایک روشن مثال ہے جس پر آپ ﷺ کو خود مسرت اور فخر تھا۔²⁹

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں آکر رسالت کے فرماں روا اور حکمران کی حیثیت سے مدنی زندگی کا آغاز کیا کیونکہ مکہ میں آپ کی حیثیت حکمران کی سی نہ تھی اور نہ وہاں آپ ﷺ کے پاس اقتدار تھا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی روشنی میں اپنے حسن تدبیر اور حسن انتظام سے مدینہ میں مثالی سلطنت و ایسا مثالی معاشرہ قائم کیا جو بھائی چارے اخوت اور ہمدردی میں اپنی مثال آپ تھا آپ ﷺ کی سیاست میں حکمت اور دور اندیشی نمایاں تھی۔ آپ ﷺ مذہب کے ساتھ ساتھ ریاست کے بھی سربراہ تھے۔ اس لحاظ سے آپ کی اکیلی شخصیت میں دینی دنیاوی ہر دو قسم کا اقتدار جمع تھا۔ لیکن نہ تو آپ ﷺ میں پوپ کا جھوٹا مغرور تھا اور نہ ہی قیصر کی طرح کوئی فوج آپ ﷺ کے پاس تھی۔³⁰ تیرہ برس کی شدید جدوجہد کے بعد وہ وقت آیا جب مدینہ میں اسلام کا ایک چھوٹا سا سیٹ قائم کرنے کی نوبت آئی۔ اس وقت ڈھائی تین سو کی تعداد میں ایسے کارکن فراہم ہو چکے تھے جس میں ایک ایک اسلام کی تربیت پا کر اس قابل ہو چکا تھا کہ جس حیثیت سے اسے کام کرنے کا موقع ملے اسے انجام دے سکے۔ اب یہ لوگ اسلامی سیٹ کو چلانے کے لئے تیار تھے، یہ دور اسلامی اینڈ یالوجیکل ایک مجرد تخیل سے ترقی کر کے ایک مکمل نظام تمدن بننے کا دور ہے۔³¹

فلاحی ریاست کا تصور قرآن کی روشنی میں

﴿وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَهُمْ يُنْفِقُونَ﴾³²

ترجمہ۔ ”اور وہ لوگ جنہوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور انہوں نے قائم کی نماز اور ان کا کام ہے مشورہ کرنا آپس میں اور اس میں سے جو ہم نے دیا انہیں وہ خرچ کرتے ہیں۔“

ایک اور جگہ ارشاد رب العزت ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾³³

ترجمہ۔ ”اور اسی طرح ہم نے بنایا تمہیں امت افضل تاکہ تم ہو گواہ لوگوں پر اور ہو رسول تم پر گواہ۔“
قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں مذکور ہے۔

﴿قَالَ اِنِّیْ جَاعِلْکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذَرِیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِیْنَ﴾³⁴

ترجمہ۔ ”کہا بے شک میں بناؤں گا تجھے لوگوں کے لیے امام (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد میں سے (بھی) (اللہ نے) کہا نہیں پہنچتا میرا عہد ظالموں کو۔“

فلاحی ریاست کے قیام کے لئے سربراہان ریاست و حکومت کے لئے آپ ﷺ کے فرامین

جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی امور کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کے ساتھ خیانت کرے تو خدا ان پر جنت حرام کر دے گا۔³⁵

ان ہی حکومتی ذمہ داریوں سے غفلت کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی ذمہ داری قبول کی پھر اس نے ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی اور اپنے کام انجام دینے میں اپنے آپ کو اس طرح نہیں تھکایا جس طرح ذاتی جرورت کے لئے خود کو تھکا تا ہے تو خدا اس شخص کو منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔³⁶

جسے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنائے اور پھر وہ اپنا دروازہ مظلوموں پر بند کر دے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کے وقت اس پر دروازہ بند کر دیتا ہے۔³⁷

آپ ﷺ نے فرمایا ((الا کلکم راع وکلکم مسول عن رعیتہ فالامام الاعظم الذی علی الناس راع وهو مسول عن رعیتہ))³⁸

خبردار تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔

آپ ﷺ نے پھر فرمایا:

((مامن وال یلی رعیتہ من المسلمین فیموت وهو غاش لهم الاحرم الله علیه الجنة))³⁹

کوئی حکمران جو مسلمانوں میں سے کسی رعیت کے معاملات کا سربراہ ہوا اگر اس حالت میں مرے کہ وہ ان کے ساتھ دھوکہ اور خیانت کرنے والا تھا تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔

سید الانبیاء کا ارشاد ہے:

((مامن امیر یلی امر المسلمین ثم لا یجھد لهم ولا ینصح الا لم یدخل معهم فی الجنة))⁴⁰

کوئی حاکم جو مسلمانوں کی حکومت کا کوئی منصب سنبھالے پھر اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے جان نہ لڑائے اور خلوص کے ساتھ کام نہ کرے وہ مسلمانوں کے ساتھ جنت میں قطعاً داخل نہیں ہوگا۔

مدینہ کی ریاست ایک کامل سربراہ کی راہ نمائی میں رونے زمین کی ایک مکمل فلاحی ریاست
فرانسیسی سکالر موسیو گال لیبارم لکھتا ہے:

ساری دنیا کا مطلع فتنہ و فساد کے سیاہ بادلوں سے تیرہ و تار تھا۔ عالم ارضی کی فضا وحشیانہ بے چینوں کے کثیف بادلوں سے تاریک تھی۔ دنیا کے
ہر حصے میں ہر انسان اچھے ذرائع اختیار کرنے کے بجائے شرارت آمیز اسوئل پر اعتماد کرتا تھا۔ امن امان اور خوشحالی پر جنگ و جدل کو تفوق
حاصل تھا۔ مال غنیمت سے خزانوں کو بھرنا قوموں، شہروں اور شرفائی پر گارت ڈالنا ایسے کارنامے تھے جو اس ساری تاریخ میں قابل ذکر
ہیں۔⁴¹

اسلامی ریاست کا قیام اس بات کی زندہ دلیل ہے کہ اسلام صرف مذہب ہی نہیں بلکہ ایک ایسا قانون بھی ہے جسے انسان کی تمام نظریاتی،
اعتقادی، معاملاتی، اخلاقیاتی، حکومتی، انتظامی، تربیتی اجتماعی سرگرمیوں پر کامل حاکمیت ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس سے مذہب اور ریاست کے
درمیان تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔⁴²

فلاحی ریاست کی سفارتی خارجی اور دفاعی حکمت عملی

ایک اسلامی فلاحی مملکت کے لئے ٹھوس خارجہ پالیسی کے اصول وضع کرنا نہایت ضروری ہے ایک ریاست کی خارجہ پالیسی کا تعلق پوری قوم
کے امن و سکون اور خوشحالی سے ہوتا ہے اگر خارجہ پالیسی اچھی ہے تو پوری قوم کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی تعلیمات واضح ہیں۔
آپ ﷺ نے جو خارجہ حکمت عملی اختیار وہ بے مثال تدبیر کی آئینہ دار ہے۔ آپ ﷺ نے ریاست مدینہ کو اندرونی استحکام دینے کے ساتھ
ساتھ اپنے عہد کے بادشاہوں اور سرداروں کے نام خطوط لکھے ڈاکٹر مستفیض احمد کے مطابق آپ ﷺ کے سرکاری خطوط کی تعداد دو سو تک
پہنچتی ہے۔ آپ ﷺ نے نجاشی، باز نطینی، قیصر، ہرقل، خسرو پرویز، بحرینی، منذر اور مسری مقوقس کے علاوہ کئی حکمرانوں اور سرداروں کو
خطوط لکھے اور ان کے پاس نمائندے بھیجے اور ان پر واضح کیا کہ اسلام کے نظام سے وابستہ ہو جانے میں ہی سلامتی اور عزت ہے۔⁴³

امام ابو الحسن ماوردی نے حاکم کے دفاعی فرائض کا ذکر کیا حاکم کا فرض ہے ملکی سرحدوں کی حفاظت کرے ملک میں امن برقرار رکھے تاکہ
لوگ آرام و سکون سے اپنے کاروبار میں مصروف رہیں تمام امور سلطنت کی نگرانی کرے اور جملہ حالات و واقعات سے باخبر رہے یہ نہ ہو کہ
کود عیش و عشرت میں پڑ جائے اور اپنے فرائض دوسروں کے حوالے کر دے ایسے مین دیانت دار بھی خائن ہو جاتا ہے۔⁴⁴

مدینہ کی فلاحی ریاست کے اثرات

اگر ہم تاریخ پر اثرات کے حوالے سے تجزیہ کریں تو آپ ﷺ کا کوئی ثنائی نہیں۔ آپ ﷺ نے جاہلیت کی دلدل میں دھنسے لوگوں کو روحانی
اور خلاقی رفعت سے ہم کنار کیا۔ کسی دوسرے مصلح یا پیغمبر کی نسبت کہیں زیادہ کامیاب رہے تاریخ انسانی کا شاید ہی کوئی آدمی کبھی اپنے
خوابوں کو اس انداز سے تعبیر دے سکے گا آپ ﷺ نے سیاست کے ساتھ ساتھ ایک نیا مذہب بھی دیا کیونکہ مذہب کے علاوہ کوئی نیا طریقہ
دستیاب ہی نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے عربوں کے خوابوں اور امیدوں تک رسائی حاصل کی اور انہیں قابل فہم انداز میں ہدایت دی۔⁴⁵

یہ حقیقت کسی سے مخفی ہے کہ خود آپ ﷺ کے دور میں سلطنت اسلامی کا رقبہ دس لاکھ مربع میل ہو گیا اور چند برسوں کے بعد ہی خلیفہ دوم حضرت عہد میں اسلامی سلطنت کا رقبہ ۲۲ لاکھ مربع میل تک پھیل گیا آج دنیا کے ایک عرب سے زیادہ فرزندان اسلام آپ ﷺ کو ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ رسول عربی ﷺ نے وہ سیاسی اصول و ضوابط عالم انسانیت کو مل گئے جنکی نظیر زمانہ قدیم یا عصر کوئی تہذیب یا قوم پیش نہ کر سکی۔⁴⁶

مشہور مغربی مصنف رابرٹ گلک لکھتا ہے دنیا کی شعوری ترقی مین اہم کردار عربوں نے ادا کیا تھا مگر یہ ساری ترقی محمد ﷺ کے اثر کا نتیجہ تھی۔⁴⁷

اسوہ نبوی ﷺ اور فلاحی ریاست مسلمان حکمرانوں کے لئے ایک روشن مثال

نظم ریاست، معاشرتی معاملات، آداب حکمرانی، شعار سلطانی، عوامی فلاح، انسانی مروت و مہربانی، کا تمام سلیقہ بارگاہ نبوی سے ملتا ہے فلاحی ریاست و حکومت کا نظم و نسق، حسن انتظام، عدل اجتماعی، معاشرتی و معاشی فلاح، نظم و ضبط کا قیام کے بہترین نمونے تمام امت مسلمہ کے حکمرانوں کو عہد نبوی ﷺ سے ملتے ہیں۔ تمام سربراہان ریاست، والیان حکومت کے لئے کامیابی کا راستہ احکام الہی کی پابندی سنت رسول ﷺ کی پیروی میں ہے دنیاوی امور اور امور سلطنت کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے اتباع رسول ﷺ ضروری ہے ارشاد بانی ہے:

﴿قُلْ اطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾⁴⁸

ترجمہ۔ ”کہہ دیجئے تم اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو بلاشبہ اللہ نہیں پسند کرتا کافروں کو۔“

پیروی رسول کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولَ فَخُذُوهُ وَمَا نَحْكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾⁴⁹

ترجمہ۔ ”اور جو کچھ دے تمہیں رسول تو تم لے لو اس کو اور جو کچھ کہہ دے تمہیں اس سے تو تم رک جاؤ اور تم ڈرو اللہ سے بلاشبہ اللہ انتہائی سخت سزا دینے والا ہے۔“

امام ابن تیمیہ کہتے ہیں حکومت ایک امانت ہے جس کا کام سیاست عدل کو برقرار رکھنا ہے۔⁵⁰

فتوحات سے حاصل ہونے والی آمدنی کو بادشاہوں نے ہمیشہ ذاتی ملکیت سمجھتا تھا۔ ذاتی اور خاندانی عیش و آرام کے سوا ان کا کوئی مقصد نہ تھا آپ ﷺ نے ان سارے محاصل کو اللہ کا مال قرار دیا۔ اور وہ صرف بیت المال کی ملکیت تھے اور مسلمانوں کے لئے وقف تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نہ تمہیں نہ کچھ دے سکتا ہوں نہ روک سکتا ہوں میں صرف خزانچی ہوں جس موقع پر صرف کرنے کا حکم دیا جاتا ہے وہاں صرف کرتا ہوں۔¹ آپ ﷺ نے دولت دنیا کی قطعاً پر واہ نہ کی آپ کافر شقالین سے بے نیاز تھا لیکن کثرت سجد سے چمکتا تھا چھت فانوس سے خالی تھی لیکن رحمت الہی کے اجالے سے معمور تھی۔ سونے کئے لئے کوئی نرم بچھونا نہیں تھا۔ جسم پر نشان پڑ جاتے تھے، دنیا کے عیش و آرام کو ترک کر کے فرمایا میں تو دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جو زرا دیر کسی درخت کے سائے میں ٹھہر گیا ہوا اور پھر اسے چھوڑ کر چل کھڑا ہو۔⁵²

خلاصہ بحث

اسلام کا سیاسی نظام دنیا کے تمام نظاموں بہترین، مکمل، جامع اور قابل تقلید ہے۔ اسمیں امانت دیانت سادگی انصاف خدا خونی اور خدا ترسی کا ایسا حسین مرقع ہے کہ دنیائے عالم میں اسکی مثال نہیں ملتی۔

دور رسالت میں تمام امور کی انجام دہی کا مرقع ذات نبوی تھی وحی الہی کی روشنی میں دین دنیا کے معاملات طے ہوتے تھے۔ بہترین مملکت، بہترین حکومت اور بہترین نظام کا نقشہ ریاست مدینہ میں پیش کر دیا۔ حاکم و محکوم کے اچھے تعلقات کی روشن مثال قائم کر دی۔ مسلمان رعایا غیر مسلم رعایا کے حقوق متعین کر دیے اندرونی امن و امان قائم کیا خارجی اور سفارتی تعلقات کو رواداری، خیر خواہی کے تحت استوار کر کے ثمر آور نتائج حاصل کئے کہیں کوئی جھول اور کہیں کوئی خامی نظر نہیں آتی۔ اسی وجہ سے ریاست مدینہ کو دنیا کی پہلی اسلامی فلاحی ریاست کہا جاسکتا ہے اسکی کامیابی کا سہرا آپ ﷺ کے سر ہے۔

ساری انسانیت کے لئے آپ ﷺ کی حیات اسوہ حسنہ ہے۔ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے اصول ابدی راہنمائی کا خزانہ ہیں ہر شعبہ زندگی میں آپ ﷺ کی ہدایت بے مثال ہے معاشرت میں، معیشت میں، مدنیت میں، سیاست میں بہترین اور لافانی اصول دیے۔ آپ ﷺ کی ریاست میں خدا کی حکمرانی کا اصول رائج ہوا شاہ و گدا کے لئے ایک قانون لاگو ہوا، عدل کو فروغ ملا انصاف عام ہوا، حق کا بول بالا ہوا، مساوات سے دنیا آشنا ہوئی۔ ریاست کے اندر امن و امان کو فروغ ملا بیرونی طور پر اسلامی فلاحی ریاست مستحکم ہوئی۔

آپ ﷺ ایسے دور میں دنیا میں تشریف لائے جب پوری دنیا میں کہیں بھی مثالی فلاحی ریاست کا وجود نہ تھا، جہاں زندگی کے ہر شعبہ میں بد نظمی اور انتشار تھا لوگ امانت و دیانت، خود احتسابی، احساس ذمہ داری، فرض شناسی، جوابدہی کے تصور سے نا آشنا تھے کرہ ارض عالمی تہذیبیں اور اقوام عالم ایک مثالی، فلاحی اور منظم ریاست کے خلا کو محسوس کر رہا تھا، جہاں قومی و ملکی اثاثوں کو آبا و اجداد کی میراث اور ذاتی ملکیت نہ سمجھا جاتا بلکہ اسکی اساس خوف خدا، پرہیز گاری، دیانت و امانت، احساس ذمہ داری اعلیٰ اخلاقی اقدار اور ابدی اصولوں پر استوار ہو، سرور کائنات، اما الانبیاء، سید المرسلین، رحمت العالمین، فخر دوعالم کی مثالی تعلیمات اعلیٰ اکلاقی اقدار بے مثال سیرت طیبہ، دائمی و ابدی نمونہ عمل اسوہ رسول نے اس خلا کو فکری اور عملی دونوں سطح پر محسوس کیا۔ اور عالم انسانیت کو جہاں نگیری اور جہاں بانی کے اصول عطا فرمائے۔⁵³

ایک فلاحی ریاست وہی کہلا سکتی ہے جہاں کمران، راست باز دیانت دار، عادل اور خیر خواہ اور عوامی بھلائی چاہنے والے ہوں اور عوام سے قواعد و قوانین کی پابندی کروا سکیں اس سلسلے میں ریاست مدینہ پوری دنیا کے لئے ایک مثالی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی عبادت، حکومت، سیاست، میں یکسانیت تھی۔ اپنی ذات کے لئے محبت کا جمال اور قانون الہی کے لئے جلال نمایاں تھا۔ آپ ﷺ کی سلطانی میں سادگی، فقر و درویشی نمایاں تھی اس سادگی میں دبدبے اور شکوہ کارنگ نمایاں تھے آپ نے ریاست کو خدمت، محبت امن، خوشحالی، سلامتی کا گہوارہ بنا دیا۔

نتائج

سرور دوعالم، سید الانبیاء، شہنشاہ کائنات نے دنیا کی درجہ اول کی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے جو شاندار اصول وضع کیے حکومت ریاست و

سیاست کا بہترین فلسفہ دنیا کو دیا وہ انسانی تاریخ میں قابل فخر حیثیت کا حامل ہے۔
 اسلامی ریاست میں اختیار اور طاقت کا سرچشمہ اللہ کی ذات کو قرار دیا۔ ایسا فلسفہ حکمرانی عطا کیا جس میں حاکم عوام کے سامنے جوابدہ ہے۔
 عدل انصاف کا شفاف نظام متعارف کرایا امانت و دیانت کو سیاست میں داخل کیا۔
 اسلامی ریاست کا تمام نظام مشاورت کے اصولوں پر چلایا۔ ریاست کا نظام چلانے والے معاونین کی سیرت و کردار اور عمدہ اخلاق پر پورا
 دھیان دیا،

ریاست و سیاست کے تمام اصولوں کو اخلاق، شرافت، امانت داری، دیانت داری اور انصاف کے تابع رکھ کر سیاست کو عبادت بنا دیا۔
 سربراہان حکومت کے سامنے حکومت کا پیمانہ اللہ کی رضا جوئی، فلاح آخرت اور رعایا کی خیر خواہی قرار دیا۔
 معروف کے فروغ اور منکر کے استیصال پر پوری توجہ دی۔

کمزوروں، ضعیفوں، مسکینوں اور مظلوموں کی حتی الامکان دادرسی کی گئی۔

سفارشات

ریاست کے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات میں نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ، پاکیزہ تعلیمات، کو مشعل راہ بنایا جائے
 ایک مثالی فلاحی ریاست کی تشکیل اور اسکے اصولوں کو نافذ کرنے کے لئے علماء، دانشور، تعلیم کے ماہرین میعشت دان مل کر نبی کریم ﷺ کی
 تعلیم کی روشنی قومی مقاصد، عوامی فلاح بہبود ملکی خوشحالی کے لئے حکومت کو مشورے دیں۔

رضائے الہی کا حصول اور جذبہ خدمت مقصد ہوتا کہ راستے خود بخود ہموار ہو جائیں
 سربراہان ریاست اگر صالح عمل عوام کے سامنے پیش کریں امانت، دیانت، انصاف، خود احتسابی کو اپنائیں تو عوامی سطح پر کافی حد تک اصلاح ہو
 سکتی ہے۔

ریاستی امور چلانے میں عہد کی پابندی امانتوں کا پاس کریں ملکی اور قومی مفاد پر کوئی سمجھوتہ نہ کریں۔
 شعائر اسلام کی پاسداری ہونی چاہیے، جرائم پیشہ افراد کو فوری سزا دی جائے تاکہ معاشرے کے لئے عبرت بنیں۔
 اندرونی سطح پر امن و امان اور بیرونی سطح پر رواداری پر مبنی تعلقات وقت کا تقاضا ہے
 عام آدمی کی بہتری کے لئے بلدیاتی نظام کو بہتر بنایا جائے

احتساب کا نظام شفاف ہونا چاہیے اور نیک نیتی پر مبنی ہو کسی کو ذاتی عناد کا نشانہ نہ بنایا جائے
 کسی ریاست کی بقا اس کے عدالتی نظام پر ہوتی ہے لہذا بے لاگ عدل ہونا چاہیے ترازو عدل میں اتنا توازن ہونا چاہیے کہ بڑی سے بڑی محبت اور
 شدید سے شدید عداوت اسکے دونوں پلڑوں میں سے کسی ایک کو نہ جھکا سکے۔
 ملک گیر گدگری کا سد باب کیا جائے مستحقین کی امداد کی جائے تاکہ اس سلسلے میں پیشہ وروں کی حوصلہ شکنی ہو۔

غربائی یتیم، مساکین بے سہارا، بے بس افراد کی صحیح تحقیق کر کے ان کے وظائف مقرر کیے جائیں۔
 یتیم بچوں اور بچیوں کی تعلیم اور شادیوں کا ملک گیر پروگرام ہونا چاہیے۔
 تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی سہولیات میں اضافہ کیا جائے تاکہ اسلامی ریاست میں انسان سازی کا کام بہترین انداز میں ہو سکے۔ اور برائی
 کا خاتمہ ابتدائی سطح پر ہی ہو سکے۔
 مذکورہ امور نیک نیتی سے انجام دیے جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ریاست فلاحی ریاست نہ کہلائے۔

حوالہ جات

- 1 سورہ احزاب آیت ۲۱۔
 Surah Ahzaab V21
- 2 سورہ توبہ آیت ۱۰۴
 Surah Tobah v104
- 3 بخاری الجامع الصحیح، کتاب الاحکام رقم ۹۹۹
 Bukhari Al Jaamia AlSehah, Kitab Al Ahkaam 999
- 4 ابن خلدان، مقدمہ ابن خلدان، دار العرب، ۲۰۰۴ م، ص ۲۳
 Abn e Khaldan, Muqadama Ibn e Khaldan, Daar ul Arab, 2004, p23
- 5 اسلام کا نظام حیات، ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، س، ن
 Islam Ka Nizaam e Hiyat, AbulAalaModudi, AdaaraTarjamaanAlQuran, Lahore
- 6 محمد داسد، مترجم مولانا غلام رسول مہر، اسلامی مملکت و حکومت کے بنیادی اصول، اسلامی پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹، ص ۱۱۲۔
 MahamamdAsad, TraslatorMolana Ghulam Rasool Mahr, IslamiMumalik o Haqoomat kay BunyaadiAsool, Islami Publications, Lahore, 1999, p112
- 7 ابوالحسن علی بن محمد، الماوردی، دار الادب القاہرہ، ص ۱۵
 Abu Al Hasan Ali bin Muhammad, Almawarwi, Cairo, p15
- 8 شمیم، حسین قادری
 Shahmim Hussain Qadri
- 9 ایضاً، ص ۱۱۳۔
 As Above, P 113
- 10 محمد انیس الرحمان ایڈوکیٹ، قانون اور سیرت طیبہ، علم و عرفان پبلشر، لاہور ص ۱۲
 Mohammad Anees Ur Rehman Advocate, Qanoon aur Seerat e Tayyaba, Ilm o Arfaan Pub., Lahore, P12
- 11 مودودی ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست، اسلامی پبلی کیشنز لاہور۔
 Abul A'laMaududi, IslamiRayasat, Islami Pub. Lhr
- 12 ابوداؤد، سنن،
 Sunan Abu Daud
- 13 شبلی نعمانی، الفاروق ناشران، کتب اردو بازار لاہور ص ۱۷۳

Shibli Naumani, Al Farooqi Press, Lahore p173

¹⁴ ابن تیمیہ، سیاست الاشرعیہ مترجم، محمد اسماعیل گودھروی، ص ۱۵۵۔

Abn e Taymia Sayasatul Sharia, p155

¹⁵ حامد انصاری، اسلام کا نظام حکومت، التفصیل ناشران تاجران کتب لاہور، ص ۲۲۷۔

Hamid Ansari, Islam ka Nizam e Haqoomat, p227

¹⁶ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلام کا سیاسی نظام، اسلامی پبلی کیشنز لاہور، س، ن۔

Maududi, Islam ka Sayasi Nizam, Islami Pub. Lahore

¹⁷ حامد انصاری، اسلام کا نظام حکومت، ص ۲۳۳۔

Hamid Ansaari, Islam Ka Nizaam e Haqqomat p233

¹⁸ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، التفصیل ناشران و تاجران کتب لاہور ص ۴۵

Syed Suleman Nadvi Seerat-un-Nabi, Al Faseel, Pub Lahore, p45

¹⁹ اکرام الرحمن پروفیسر، تصور ریاست اسلامی، مقالات مذاکرہ ملی تعلیمات نبوی، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس کراچی، ۱۴۰۴ھ، ص ۸۴۔

Akramur Rehman Professor, Tasawur Riyasat e Islami, Hamdard Foundation Press Karachi, 1404, p84

²⁰ حامد انصاری، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، التفصیل ناشران لاہور، ص ۷۶

Hamid Ansaari, Islam Ka Nizaam e Haqqomat, p76

²¹ وہب الزبیلی، العلاقات الدولیہ فی السلام، اسلام بین بین الاقوامی تعلقات، مترجم مولانا حکیم اللہ، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد۔ ۲۰۱۳ ص ۹

Wahid Zeli, Translation Maulana Haqimullah, Sharia Academy, 2013, pg 9

²² حمید اللہ ڈاکٹر، عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی سندھ کراچی، ۱۹۸۱۔ ص ۱۰۶

Dr Hamid Ullah, Ahad e Nabvi (Saw) main Nizam e Hukmirani, Urdu Academy Sindh Karachi, 1981, p106

²³ مودودی ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست اسلامی پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۰ ص ۴۲۰

Abul A'la Maududi, Islami Riyasat 2000, p420

²⁴ Amir Hussain Siddiqi Islamic State A Historical survey Jamiyyat ul falah publication Karachi 1970 p 14.

²⁵ حمید اللہ، ڈاکٹر عہد نبوی میں میدان جنگ، ادارہ اسلامیات لاہور، ۲۸۹۱ ص ۷

Dr. Hamid ullah, Ahad e Nabvi (SAW) may Maidan e Jang, p7

²⁶ مظہر صدیقی، محمد یاسین، عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت، نقوش رسول نمبر، ج ۵، شمارہ ۳۱۔

Mazhar Siddique, M. Yaseen, Ahad e Nabvi (SAW) ka nizam e Rayasat o Hakomat

²⁷ یاسین مظہر صدیقی، عہد نبوی کا نظام حکومت، مکتبہ خلیل، لاہور ص ۱۳

Yaseen Mazhar Siddique, Ahad e Nabvi (SAW) Ka Nizaam e Haqoomat, p 13

²⁸ ایضاً ص ۱۷۔

Yaseen Mazhar Siddique, Ahad e Nabvi (SAW) Ka Nizaam e Haqoomat, p 17

²⁹ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ا

Ibn e Saad, Tabqaat Ibn e Saad, 1

³⁰ خالد علوی، انسان کامل، التفصیل ناشران، لاہور ص ۳۶۰

Khalid Alvi, Insaan e Qamil, p 360

- 31 ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی ریاست اسلامی پبلی کیشنز لاہور
- Abul A'la Maududi, Islami Riyasat
- 32 سورہ شوریٰ آیت ۸۳۔
- Surah Shoraa' v83
- 33 سورہ بقرہ آیت ۱۴۳
- Surah Al Baqarah v143
- 34 سورہ بقرہ آیت ۱۲۴۔
- Surah Al Baqarah 124
- 35 صحیح بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل بخاری، کتاب الحکام، رقم حدیث ۱۵۸۹۔
- Sehi Bukhari, Hadeeth 1589
- 36 صحیح مسلم ابو الحسن مسلم بن الحجاج الکشیری، کتاب الامارہ، رقم حدیث ۱۴۸۰۔
- Sehi Muslim Hadeeth 1480
- 37 مشکاۃ شریف، کتاب الامارہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، رقم حدیث ۱۳۴۷۔
- Mushqat Sharif, Hadeeth 1347
- 38 بخاری، کتاب الاحکام، باب ۱
- Bukhari Sharif, Kitab ul Ahkaam, Ch. 1
- 39 ایضاً باب ۸۔
- Same as above, Ch 8
- 40 صحیح مسلم کتاب الامارہ، رقم حدیث ۱۰۱۱۔
- Sahih Muslim, Kitab ul Amrah, Hadith 1011
- 41 اموسیو گال، اسلام کا نظام حکومت، ص ۱۲۰۔
- Amoseogal, Islam ka nizam e Haqoomat, p 120
- 42 ابن تیمیہ المحسبہ فی الاسلام بیروت ص ۸
- Ibn e Taymia Al hasbah fi Islam, Beirut, p8
- 43 ڈاکٹر مستفیض احمد علوی، ریاست اور حکومت کے اسلامی اصول پورب اکادمی اسلام آباد، ۲۰۱۰ ص ۱۰۲
- Dr. Mustafeeq Ahmad Alvi, RiyasataurHaqoomat Kay IslamiAsool, 2010, p102
- 44 ابوالحسن، ماوردی، الاحکام السلطانیہ، فنی ولایت الدولیہ شرکت دارالرقم بنانی رقم بیروت لبنان س، ص ۷۶
3. Abul Hasan, Mavarvi, Al Haqam ul Sultania, Beirut, Lebenon, p76
- 45 ول ڈیورانت، ہسٹری آف ہیروز، ص ۲۴
- Will Durant, History of Heros, p24
- 46 بشیر احمد صدیقی، تجلیات رسالت، مکتبہ زاویہ لاہور ۱۹۹۹ ص ۲۳۷
- Bashir Ahmad Siddique, Tajaliat e Rasalat (SAW), 1999, pg 237
- 47 رابرٹ گلک لندن،
- Robert Glick, London

- 48 سورہ آل عمران آیت ۳۲۔
Surah Al e Imran, v32
- 49 سورہ حشر آیت ۷۔
Surah Hashar, v7
- 50 ابن تیمہ امام السیاست الشرحہ ص ۳
Ibn Tayima, Imam ul Sayasat Al Sharah p3
- 51 سنن، ابوداؤد، کتاب العمارہ، رقم ۱۳۵
Sunan Abu Daud, Kitab ul Ammarah, Hadith 135
- 52 محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، کتاب الشمائل، قدیمی کتب خانہ، کراچی، حدیث ۹۹۸
Jamia Tirmazi, Kitab ushumail, Hd998
- 53 حافظ ثانی ڈاکٹر، محسن انسانیت، کراچی دارالشاعت، ۱۹۹۹ ص ۲۸۸
Dr Hafiz Saani, Mohsin e Insaaniyat, 1999, pg 288